

## ایمان کی ستر شاخوں میں سے کچھ کا تذکرہ

(تقریر نمبر 2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

لَيْسَ الْإِيمَانُ أَنْ تُولَدُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْإِيمَانَ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالتَّوَكُّلِ وَالنَّبِيِّينَ (البقرة: 178)

کہ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھيرو۔ بلکہ نیکی اسی کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور نبیوں پر۔

قریب تھا کہ میں گر جاؤں بارِ عصیاں سے

بنا ہے لیک عصا لا إله إلا الله

گرہ نہیں رہی باقی کوئی مرے دل کی

ہوا ہے عقدہ کشا لا إله إلا الله

ہزاروں بلکہ ہیں لاکھوں علاج روحانی

مگر ہے روح شفا لا إله إلا الله

(کلام محمود)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا: قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَدْنَاهَا: إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ

(صحیح بخاری کتاب الایمان، باب أمور الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں جن میں سب سے افضل لا إله إلا الله (یعنی وحدانیت الہی) کا اقرار کرنا ہے اور ان میں سب سے نچلا درجہ کسی تکلیف دہ چیز کا راستے سے دور کر دینا ہے اور حیاء بھی ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک محفل میں حضرت جبرائیل انسان کی شکل میں متمثل ہو کر آئے اور آپ سے سوالیہ رنگ میں پوچھنے لگے کہ اے محمد! ”ایمان“ کسے کہتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر، اُس کے رسولوں پر، آخرت پر، خیر اور شر کی تقدیر پر، ایمان لانے کو ”ایمان“ کہتے ہیں۔ (ان چھ امور کو ارکانِ ایمان کا نام دیا گیا ہے)

(حدیقتہ الصالحین حدیث: 166)

اللہ پر ایمان

معزز سامعین! آج مجھے ایمان کی کچھ شاخوں پر بات کرنی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے جب حضرت جبرائیل نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی شاخوں کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے فرمایا اللہ پر اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ سب سے افضل شاخ لا إله إلا الله یعنی اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان کو درجہ اول پر رکھ کر ہمیں بتایا ہے کہ یہی وہ اعلیٰ ذات ہے جس نے انسان کو پیدا کیا۔ یہی وہ عظیم ذات ہے جس نے تمام مذاہب بنائے اور دنیا کی اصلاح کے لئے انبیاء بھیجے۔ اللہ تعالیٰ کا لفظ خدائے واحد و یگانہ کے علاوہ کسی اور کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے 70 شعبے بیان فرمائے اور سب سے پہلی اور بڑی شرط لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا سب سے بہترین اظہار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار ہے۔ اس کا بار بار اعادہ ہے۔ اسے دل و جان سے پڑھنا اور دہرانا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہا اور تینتیس دفعہ الحمد للہ کہا اور تینتیس دفعہ اللہ اکبر کہا تو یہ مل کر نانوے ہوئے۔ سو کا عدد پورا کرنے کے لئے کہا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے۔ تمام تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر ایک چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے۔ اس کی تمام خطائیں معاف کر دی جائیں گی اگرچہ وہ سمندر کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

(حدیقتہ الصالحین حدیث نمبر: 16)

اللہ تعالیٰ پر ایمان اس حد تک یقین کے ساتھ ہو کہ وہ خدا سب سے بلند شان والا ہے وہ ہماری دعاؤں کو سنتا بھی ہے۔ وہ بولتا بھی ہے۔ وہ حمد والا اور بے نیاز ہے۔ اُسے کسی نے پیدا کیا نہ وہ جنا گیا۔ وہ رحمن و رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ضمن میں یہ بھی ضروری ہے کہ اُس کی تمام صفات پر بھی مکمل ایمان ہو اور جب ہم اللہ تعالیٰ سے دُعائیں مانگیں تو متعلقہ صفات کو سامنے رکھ کر اور اُسے ان صفاتی ناموں سے پکار کر، ان صفاتی ناموں کا واسطہ دے کر دعائیں کریں۔

سامعین! جہاں تک قیام توحید کا تعلق ہے آپ کا اوڑھنا بچھونا توحید تھا۔ صبح و شام آپ توحید الہی کا دم بھرتے تھے۔ صبح کی دعاؤں میں جو حضور نے امت کو سکھائیں توحید کا غلبہ ہے اور شام کو پڑھنے کے لیے صحابہ کو یاد کروائیں اُن میں قیام توحید کا ذکر ہے۔ مصیبت آتی تو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ کی دعا کرتے۔

(مسلم)

اپنی اُمت کو توحید کے ترانے اور نغے الاپنے کی اس لالچ کے ساتھ نصیحت فرماتے کہ اگر اتنی تعداد میں یہ پڑھو گے تو اتنا ثواب ملے گا۔ جیسا کہ فرمایا کہ جو شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھے تو گویا اُس کو 10 غلاموں کی آزادی کے برابر ثواب ملے گا۔

(صحیح بخاری)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

”ہمارے مذہب کا خلاصہ اور اُرت لباب یہ ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہی ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔“

(ازالہ اوہام حصہ اول روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 137)

فرشتوں پر ایمان

سامعین! دوسری اہم شاخ اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے بعد بہت سی شرعی نصوص میں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان کا ذکر ہے تو اس کی حکمت میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کی جانب فرشتوں کے ذریعہ سے ہی وحی فرماتا ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

يُنزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ (النحل: 3)

یعنی وہ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے فرشتوں کو روح القدس کے ساتھ اتارتا ہے کہ خبردار کرو کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں پس مجھ ہی سے ڈرو۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اُس کے تحت لکھتے ہیں:

”جو (یعنی فرشتے) خدا کی ایک نہ نظر آنے والی مگر نہایت اہم مخلوق ہے۔ فرشتے خدا کے حکم کے ماتحت اس کا زمانہ، عالم کو چلانے والے اور خدا کی طرف سے پیدا کئے ہوئے اسباب کے نگران ہیں اور فرشتے خدا اور اُس کے رسولوں کے درمیان پیغام رسانی کا واسطہ بھی بنتے ہیں۔“

(چالیس جواہر پارے صفحہ 14)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ملائکہ پر ایمان لازم قرار دیا اور ملائکہ کے انکار کو گمراہی قرار دیا۔ سورۃ البقرۃ 178 فرشتوں پر ایمان پکڑنے کا ذکر ہے۔ جبکہ سورۃ النساء آیت 137 میں ملائکہ کے انکار کو گمراہی قرار دیا ہے۔ ملائکہ کی ایک ایسی فوج ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی معاونت کے لئے تیار کر رکھی ہے اور اُن کے ذمہ مختلف کام تفویض ہیں۔

### کتابوں پر ایمان

سامعین! تیسرے نمبر پر اللہ تعالیٰ کی بھجوائی ہوئی تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے۔ جس کا تاکید حکم قرآن کریم کی اس آیت میں ملتا ہے جس کی تلاوت تقریر کے آغاز میں میں کر آیا ہوں۔ اسلام کی یہ خوبصورت تعلیم ہے جو ہر مسلمان کے ماتھے کا جھومر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام الہامی کتابوں اور رسولوں پر یکساں طور پر ایمان لانا ہے اور ان کتابوں میں سے آخری اور دائمی کتاب قرآن شریف ہے۔ جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (بخاری کتاب فضائل القرآن) کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کی لفظی و معنوی حفاظت کا ذمہ خود اٹھایا ہے۔ نہ اس کا کوئی شعثہ منسوخ ہوا۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ مسلمانوں کی مقدس اور مبارک کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے فضائل اور برکات کا ذکر قرآن کریم میں کثرت سے کیا ہے۔ اس کو فصاحت و بلاغت کے ساتھ اُتارا۔ اس کی تلاوت کے آداب کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اسے ”الفرقان“، ”کتاب مسطور“، ”کتاب مکنون“ اور ”ذکر مبارک“ کہا۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے تمام سابقہ کتب کی تائید کی۔

### اللہ کے رسولوں پر ایمان

سامعین! چوتھے نمبر پر اللہ کے تمام رسولوں پر ایمان بھی رکن ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ (الحمد: 8) یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ رُسُل، رسول کی جمع ہے۔ اس کے معنی مرسل، یعنی پیغمبر، مبعوث اور فرستادہ کے ہیں۔ جو کسی شے کو پہنچانے کے لیے بھیجا گیا ہو۔ یاد رہے کہ یہاں ”رُسُل“ سے مراد انسانوں میں سے وہ ہستیاں ہیں جن کی طرف بذریعہ وحی شریعت نازل کی گئی اور انہیں اس تبلیغ کا حکم بھی دیا گیا ان انبیاء کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ اور دیگر انبیاء سے ہوتا ہوا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ صرف ختم ہوا بلکہ آپ کے فیض سے برکت پا کر آپ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان بھی ضروری قرار دیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ پہاڑوں اور برفانی تودوں کو عبور کر کے بھی اگر میرا سلام مسیح و مہدی کو پہنچانا پڑے تو ضرور ایسا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر رُسُل اور بعض نبیوں کا ذکر کر کے ایمان لانے کا ذکر فرمایا ہے اور سورۃ مریم آیت 55 میں حضرت اسماعیلؑ کے لئے رسول اور نبی کا لفظ استعمال فرما کر اس عقیدہ کو حل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں چند ایک انبیاء کا ذکر فرمایا ہے ورنہ تو انبیاء کی تعداد تاریخ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار درج ہے۔ ان میں بعض انبیاء تشریحی ہیں یعنی ان کے ساتھ شریعت (الہامی کتاب) نازل ہوئی اور اکثریت ان انبیاء کی غیر تشریحی ہیں جو اپنے پیشرو کے تابع رہ کر اصلاح احوال کا کام کرتے رہے اور انبیاء میں یہ بھی خوبی رہی ہے کہ وہ اپنے سے پہلے انبیاء کی تصدیق بھی کرتے رہے ہیں اور آئندہ آنے والے انبیاء کی پیش خبری بھی بتاتے رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”نوع انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن، اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کو شش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد

صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لیے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہے۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

### یوم آخرت پر ایمان

سامعین! صحیح مسلم کی حدیث جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے اُس میں پانچویں نمبر پر یوم آخرت پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔ جو مومنوں کی ایک شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن کریم میں آخرت پر ایمان کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اس پر ایمان اس قدر اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ابتداء میں جن امور پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا ہے۔ اُن میں سے ایک آخرت پر ایمان ہے جیسا کہ فرمایا: **بِآخِرَتِهِمْ يُؤْمِنُونَ** (البقرہ: 5) کہ مومن آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں بتایا ہے کہ ہر نبی نے بعثت بعد الموت پر ایمان لانے کی تعلیم دی ہے۔ کیونکہ اس دنیا کے بعد ہر انسان کو دوسری زندگی ملنے والی ہے۔ جو انسان کے مرنے کے بعد ملے گی۔ انسان نے اس دنیا میں جو اعمال بجالائے ہیں۔ اُن کا ثمر انہیں وہاں ملے گا۔ اگر اچھے عمل کئے ہیں تو جنت اور اگر عمل اچھے نہیں تو اُس کو آخری زندگی میں بھگتنا ہوگا۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ انسان کو دوسری زندگی ملنے والی ہے۔ یہ تمام مذاہب کا عقیدہ ہے۔ بعض مذاہب تو اس حد تک گئے ہیں کہ اگلی زندگی میں اپنے اعمال کی وجہ سے وہ مختلف جون میں یعنی بندر اور دیگر جانوروں کی شکل اختیار کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اعمال نامے کا ذکر قرآن کریم میں بہت کھول کر دیا ہے کہ ہر شخص کا اعمال نامہ اُس کی گردن میں لٹکا دیا جائے گا۔ (بنی اسرائیل: 14) اور یہی آخری زندگی ہی اصل زندگی ہوگی۔ (العنکبوت: 65)

### قضاء و قدر پر ایمان

سامعین! ایمان کی ایک شاخ قضاء و قدر پر ایمان ہے۔ بعض لوگ اس کے انکاری ہیں۔ اسے قرآنی اصطلاح میں تقدیر اور قدر کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے یہ ایک حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہوں پر رزق اور وقت کے مقدر ہونے کا ذکر کیا ہے اور مصیبت و مشکل کے مقدر ہونے کا ذکر کرتے ہوئے سورۃ الحدید آیت 23 میں بیان فرمایا:

”زمین پر کوئی مصیبت نہیں آتی اور نہ تمہاری جانوں پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ لیکن اس کے ظہور سے بھی پہلے ہم نے اسے مقرر کر دیا ہوتا ہے۔ یہ بات اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اُس آیت کے نیچے فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”یہ مطلب نہیں کہ ہر بُرا اچھا بدلہ مقدر ہے اور قسمت میں لکھا ہوا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ ہر کام کا انجام ہم نے مقرر کیا ہوا ہے۔ اس لیے جیسا کام کوئی کرتا ہے، اس کا مقدر بدلہ اُسے مل جاتا ہے پس بدلہ کا پیدا کرنے والا انسان خود ہے نہ کہ خدا۔ خدا تعالیٰ تو محض اصول کا پیدا کرنے والا ہے۔“

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایمان کے اس ستون کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ:

”(ششم) تقدیر خیر و شر پر ایمان لانا جو خدا کی طرف سے دنیا میں جاری شدہ قانون کی صورت میں قائم ہے یعنی اس بات پر یقین رکھنا کہ دنیا کا قانون قدرت اور قانون شریعت ہر دو خدا کے بنائے ہوئے قانون ہیں اور خدا ہی اس سارے مادی اور روحانی نظام کا بانی اور نگران ہے۔ خدا نے ہر کام کے متعلق خواہ وہ روحانی ہے یا مادی یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ اگر یوں کرو گے تو اس طرح اچھا نتیجہ نکلے گا اور اگر یوں کرو گے تو اس طرح خراب نتیجہ نکلے گا اور پھر خدا اپنے قانون کا مالک بھی ہے اور ایسے امور میں جو اس کی کسی بیان کردہ سنت یا وعدہ یا صفت اور پھر خدا کے خلاف نہ ہوں وہ اس قانون میں اپنے رسولوں اور نیک بندوں کی خاطر خاص حالات میں استثنائی طور پر تبدیلی بھی کر سکتا ہے۔ چنانچہ معجزات کا سلسلہ عموماً اس استثنائی قانون سے تعلق رکھتا ہے۔“

(چالیس جو اہر پارے صفحہ 15)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ایمان بالغیب پر ایمان لانے کے بارے میں فرماتے ہیں:

”مذہب کے معاملہ میں بعض امور بڑے واضح ہوتے ہیں جو آسانی سے سمجھ آجاتے ہیں لیکن بعض امور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لامحدود علم کی بناء پر ایمان بالغیب کے پردہ میں رکھا ہے، جن کی حقیقت کو سمجھنا یا ان کا احاطہ کرنا انسان کے بہت ہی محدود علم کے بس کی بات نہیں۔ لہذا مذہبی احکامات کے معاملہ میں جس طرح ہم آسانی سے

سمجھ آجانے والے احکامات کی پابندی کرتے اور ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بناتے ہیں، اسی طرح ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ان احکامات کی بھی اسی طرح اطاعت کریں جن کا ایمان بالغیب کے ساتھ تعلق ہے اور ان کے بارے میں بلاوجہ اپنے ذہنوں میں شکوک و شبہات کو جگہ نہ دیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 3 فروری 2023ء صفحہ 12)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایمان کے بارے میں فرماتے ہیں:

”خوب یاد رکھنا چاہیے! اگر کوئی شخص زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا کو وحدہ لا شریک مانتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں اور ایسا ہی اور ایمانی امور کا قائل ہوں لیکن اگر یہ اقرار صرف زبان ہی تک ہے اور دل معترف نہیں تو یہ زبانی باتیں ہوں گی اور نجات اس سے نہیں مل سکے گی جب تک انسان کا دل ایمان نہ لائے اور اس کا ایمان لانا یہی ہو گا کہ وہ عملی حالت میں ان امور کو ظاہر کر دے۔ اس وقت تک کوئی بات بنتی نہیں۔“

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 13)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”پہلی بات یا خصوصیت جو ایک مؤمن کی بیان فرمائی گئی ہے وہ غیب پر ایمان ہے، اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کہ وہ سب قدرتوں والا ہے۔ جب یہ کامل ایمان ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اپنے وجود کا پتہ ایک سچے مؤمن کو مختلف طریقوں سے دیتا ہے۔ اسی طرح فرشتوں پر ایمان ہے، مرنے کے بعد کی زندگی پر ایمان ہے، یہ سب ایمان کی مثالیں ہیں۔ پھر غیب پر ایمان یہ ہے کہ ہر حالت میں اپنے ایمان کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ نیک اعمال جو کرنے ہیں وہ کسی کو دکھانے کے لئے نہیں کرنے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر حالت میں مجھے دیکھ رہا ہے، ان پر عمل کرنا ہے۔

... ایک مؤمن کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تعلیم اتری ہے اسے ماننا ضروری ہے۔ آپ کو خاتم الانبیاء ماننا ضروری ہے۔ اس یقین پر قائم ہوں اور یہ ایمان ہو کہ قرآن کریم آخری شرعی کتاب ہے اور اس کے تمام احکامات ہمارے لئے ہیں اور ہمیں اس پر ایمان لانا اور ماننا اور عمل کرنا ضروری ہے۔“

(خطبہ جمعہ 13 جولائی 2007ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزر: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

